Lesson 13. Al-Baqarah (Ayaat 97 - 103): Day 54 سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

ابھی یہود کا موضوع چل رہا ہے اُسی تناظر میں آیات کو دیکھتے ہیں۔ قرآن کو تو یہود نے جھٹلا دیا۔ اَب نبی پاکؐ سے کہا جا رہا ہے؛

آپ اپنے لئے سوچیں کتنے pure چشمے کا پانی پی رہے ہیں۔ کیسا محسوس ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے تازہ پھلوں کا رس اور ایک شربت ہوتا ہے۔ فرق محسوس کریں۔ یہ روشن آیات ہیں۔ ہم ہر ایک کو اپنی قیمتی چیز کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے۔ بعض لوگ تو اپنے بچوں کو چیز استعمال نہیں کرنے دیتے کہ خراب ہو جائے گی۔ ہمیں اللہ نے اجازت دی کہ میری کتاب کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔ جو چیزیں ہمیں زیادہ پیاری ہوتی ہیں، ہم وہ دوسروں کے ساتھ شئیر نہیں کرنا چاہتے۔ عام چیزیں ہم سب کو دے دیتے ہیں۔ آپ نے کسی کے نام خط لکھا ہو کیا ہم شئیر کرینگے؟ اپنے ٹیکسٹ دوسروں کو دکھاتے ہیں۔؟ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ نے ہم سب کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس سے زیادہ پیار کیا ہو گا؟ یہ قرآن تو جنّت میں بھی ہو گا۔ ہم کیسے سنیں گے یہ سب اللہ کو پتا ہے۔ ہم جبرائیلؑ سے سنیں گے یا داوٗدؑ سے۔ ہمیں علم نہیں۔ ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب سے محبت کریں۔ نہ کفر کریں نہ ناشکری کریں۔

وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ‌ۚ وَمَا يَكۡفُرُ بِهَآ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۹۹﴾

اور ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں، اور ان سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکار ہیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جو حدود توڑتے ہیں۔ جو گناہ کرتے ہیں۔ ان کا کتاب میں دل نہیں لگتا۔

امام شافعیؒ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ اپنی کلاس کے لئے جا رہے تھے کہ ایک حسین عورت پر نظر پڑی۔ کلاس میں پہنچے لیکن سبق پر فوکس نہیں تھا۔ اُستاد صاحب سے بات کی کہ آج مجھے پتا نہیں کیا ہُوا میرا سبق میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ اُستاد عقلمند تھے۔ اُس دور کے اُستاد اپنے شاگرد کی شکل سے بات پہچان لیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ آج کیا ہُوا؟ امام شافعیؒ نے بتایا کہ آج راستے میں ایک بس حسین عورت پر نظر پڑی تھی۔ اس بات کو انہوں نے شعر میں بیان فرمایا جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے؛

میں نے اپنے اُستاد سے شکوہ کیا اپنے کمزور حافظے کا۔ اس پر بھی انھوں نے کہا کہ اے شافعی گناہ چھوڑ دے، علم تو ایک نور ہے جو اللہ قلبِ عاصی کو نہیں دیتا۔

"شکوت الی وکیع سوء حفظي ۔ فأرشدني إلى ترک ترک المعاصي

وأعلمني بأن العلم نور۔ ونور اللہ لا یھدی لعاصي"

گناہ گار دل کو اللہ اس کتاب کے علم کی محبت نہیں دیتا۔ آپ اپنی کمزوری خود ڈھونڈیں۔ کلاس سے نکل کر آپ کا دل کہاں لگتا ہے۔ خود اپنا جائزہ لیں۔

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ان لوگوں نے جب (خدا سے) عہد واثق کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو (کسی چیز کی طرح) پھینک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر بے ایمان ہیں۔

کس سے عہد کیا؟ خود سے۔ اُستاد سے یا اللہ اور رسولؐ سے۔ جو نہی اُس ماحول سے ہٹتے ہیں تو عہد توڑ دیتے ہیں۔ یا بھول جاتے ہیں۔

حدیث جو آپؐ کثرت سے پڑھتے تھے کہ جس کے اندر عہد نہیں ہے اُس میں ایمان نہیں ہے۔

جب انسان بار بار وعدے توڑے تو ایمان چلا جاتا ہے۔ جب ہم اللہ سے وعدہ کرتی ہیں کہ پانچ نمازیں پڑھوں گی تو پھر وعدہ توڑ دیتی ہیں۔ ہر رمضان میں ہم کئی وعدے کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ہڈی ٹوٹ جائے تو جوڑنے کے بعد دوبارہ کبھی ٹوٹی تو وہیں سے ٹوٹے گی۔ یہاں ہمیں ڈرایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔ کبھی عہد کیا اور کبھی توڑ دیا۔ اگر ہم واقعی ہمت کریں تو ایک دو سال کے لئے موبائل فون چھوڑ دیں۔ یا پھر کچھ گھنٹوں کے لئے بس زندگی سے نکال دیں۔ جیسے بجلی جاتی ہے تو سب کچھ بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے دماغ سے سب کچھ نکل جاتا ہے۔ کم سے کم باہر جائیں۔ چھوٹے گناہ سے بھی اللہ سے کیا ہُوا وعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کئی لوگ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن سورۃ یوسف میں اللہ فرماتے ہیں؛

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔

اور یہ اکثر خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں﴿۱۰۶﴾

کہیں ایسا نہ ہو کہ وعدے توڑ کر اور گناہ کرتے کرتے اللہ سے دور ہو جائیں۔ بار بار کفر کا لفظ آ رہا ہے۔ ہمارے ہاں کفر non-believers کے لئے آتا ہے۔ کفر صرف اللہ کو نہ ماننے کا نہیں ہے بلکہ اللہ کے انبیاؑ کی کتابوں کو اور اللہ کے احکام کو نہ ماننے سے بھی ہوتا ہے۔ آپ سوچیں کہ ایک گندا منظر آنکھ یا دل میں آ گیا تو ہو سکتا ہے سارا فوکس ختم ہو جائے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہماری آنکھیں کھول دے۔

اور فسق کو زندگی سے نکال دیں۔ یہ کوئی اور نہیں کروا سکتا آپ سے۔ خود دیکھیں کہاں کیا غلط کر رہی ہوں۔ اپنی کمزوریاں ڈھونڈیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اللہ سے دعائیں کریں۔ دو دو نفل پڑھ کر دعائیں کریں۔ سنّت سے دعائیں کریں۔

ایک دفعہ ہم کہیں جا رہے تھے۔ تو ایک بچی راستے میں موسیقی سن رہی تھی۔ ایک دفعہ صرف اُس سے کہا کہ قران کلاس کے بعد یہ سُن رہی ہو۔ تو کچھ عرصے بعد اُس نے کہا کہ اَب سب چھوڑ دیا ہے۔ اب دل پر سکون ہے کیونکہ اللہ کی کتاب سے دل لگ گیا ہے۔ بچوں سے نفرت نہ کریں۔ اُن کو موسیقی کی جگہ کتاب دیں۔ اللہ سے محبت ہو گی تو سب چھوٹ جائے گا۔ ہماری اپنی زندگی میں اتنے خلا ہیں کہ بچوں کو بھی آزاد چھوڑ دیا ہے۔

یہاں مدینہ کے یہود سے کہا جا رہا ہے لیکن اس میں ہم بھی شامل ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب اور رسولؐ آ گئے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے پیغمبر (آخر الزماں) آئے، اور وہ ان کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتے ہیں تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی، ان میں سے ایک جماعت نے خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا، گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

جس کے ہاتھ میں کتاب آ جائے اور پھر چھوٹ جائے وہ تباہی ہے۔ جس طرح زیادہ روشنی سے کم روشنی میں آئیں تو ایک دم کچھ نظر نہیں آتا۔

اسی لئے زیادہ تر غلط کام اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ تاکہ جو مرضی کریں۔لوگ گندے کام کم روشنی یا اندھیرے میں کرتے ہیں۔

اب کیاہوتاہے کہ جو لوگ کتاب چھوڑ کر مجبوری کا کہہ کر چلے گئے پھر ڈیپریشن اور کئی دوسرے مسائل میں پھنس گئے۔جو کتاب کو چھوڑتاہے تو وہ ایسے ہوتاہے کہ جیسے کبھی پڑھاہی نہیں تھا۔

آج مسلمان نے برکت اور ثواب والی کتاب پکڑلی، حصولِ فیض لیتے ہیں ہدایت نہیں۔راہداری والی کتاب، سرپر رکھنے والی، لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔اسی کی آیات لکھ کر لگالیتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ تعویذ بناکر پہن لیتے ہیں لیکن عمل نہیں کرنا۔

ظاہری تعظیم اچھی بات ہے۔ قرآن کی قدر کریں۔عزّت دیں لیکن اس پر عمل کرنازیادہ ضروری ہے۔ہم نے قرآن کو پیچھے کیسے ڈالا ہُواہے؟

- بعد میں پڑھ لیں گے۔ Least Priority کوئی کہتاہے ابھی عمر کیاہے پھر پڑھ لیں گے اور کوئی کہتاہے اب تو عمر اتنی زیادہ ہوگئی اب کیا سمجھ آئے گا۔ کہیں آنکھوں سے محروم بچے کو حافظ بنادیا جاتاہے۔
- اس کتاب کو بس ہفتے میں ایک دن پڑھنا کافی ہے۔کیاباقی کام بس ہفتے میں ایک دن کرتے ہیں؟روح کی غذابس ہفتے میں صرف ایک دن؟ یاصرف ختم ہُواتو یاپھر صرف دُعاوالے دن۔ یاپھر آتو جائیں گے لیکن کچھ نہیں لکھیں گے بس آرام سے بیٹھ جائیں گے۔ہم سبق سنانہیں سکتے۔ابھی ہم ذہنی طور پر تیار نہیں۔علامہ اقبالؒ نے کہاتھا؛

کارِ جہاں دراز ہے،اب مرا انتظار کر کہ ابھی تو مجھے دنیا کے اور بہت کام ہیں۔

ہم علم اور مال کے لئے بھاگ بھاگ کر جاتے ہیں۔ جو چیز انسان کو عزّت دیتی ہے جو ہمارے لئے باقیاتِ صالحات بنتی ہیں۔ اُس پر نظر رکھیں۔ آپ گھنٹہ میک اپ کریں لیکن سبق نہ آتا ہو تو کیسا لگے گا۔ طالب علم سادے اچھے لگتے ہیں اپنے علم پر فوکسڈ۔ ہماری ایک ایک بات اللہ کے پاس ریکارڈ ہو رہی ہے۔ رسولؐ اللہ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ

لا یبقہ من السلام الا اسمہ لا یبقہ من القرآن الا رسمہ ایک وقت ایسا آئے گا جب اسلام صرف نام رہ جائے گا اور قرآن محض رسم تلاوت۔

اسلام میں صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ آج یہی ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں۔ اِس کے لئے آئینہ ہی کافی ہے۔ اپنے اپ کو دیکھ لیں۔ ظاہری تعظیم اتنی ضروری کر دی ہم نے کہ لوگ اس کتاب کے پاس آنے سے ڈرتے ہیں کہ بے حُرمتی نہ ہو جائے۔ میں نے خود لوگوں کو دیکھا کہ گھر میں سی ڈی یا قرآن نہیں رکھتے کہ پھر کوئی پڑھے گا یا سنے گا نہیں تو گناہ ہو گا۔ ہمارا تو وہ حال ہے کہ علم کی محفل میں اگر کوئی اونچی جگہ بیٹھ کر پڑھ لے تو کہتے ہیں عزّت نہیں کرتے۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن کے علم سے محبت کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین۔